مواعظ اختر نمبر ۹

اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ التالیفات اختریہ
hazratmeersahib.com

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

نامِ واعِظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: ۱۴؍جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۲؍جنوری ۱۹۹۰ء
بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجد اشرف، گلشن اقبال کراچی

موضوع: اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء

اشاعت دوم: شعبان ۱۴۳۷ھ مطابق مئی ۲۰۱۶ء

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○

(سورۃ التوبۃ، آیۃ:١١٩)

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

(سورۃ العنکبوت، آیۃ:٦٩)

علامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے معارف مثنوی کے متعلق تاثرات

ابھی آپ حضرات کو جو کتاب سنائی جارہی تھی یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور میرے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے میرے ہی قلم سے لکھوائی ہے اور اتنی مقبول ہوئی ہے کہ بڑے بڑے علماء بھی اس کتاب سے مسرور ہوئے۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر محدثین میں سے تھے، انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ اس کتاب کے شروع میں چھپا ہے کہ اس کتاب کے دیکھنے کے بعد مجھے اس کتاب کے مصنف سے ایسی عقیدت ہوئی جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا، میرے فارسی کے جو اشعار علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھے وہ سنا دیتا ہوں، جب علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے میری کتاب ''معارف مثنوی'' جو مثنوی مولانا روم کی شرح ہے، کھولی تو اس وقت میرے شیخ شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے اور اختر بھی تھا، تو مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب کتاب کھولی تو اس میں میرا ہی ایک شعر نکل آیا۔

اہلِ دل کون لوگ ہیں؟

اہلِ دل آں کس کہ حق را دل دہد

دل دہد او را کہ دل را می دہد

یعنی اہلِ دل کون لوگ ہیں؟ اللہ والے ہیں۔ اللہ والوں کو کہتے ہیں کہ یہ بڑے اہلِ دل ہیں تو ان کو اہلِ دل کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا کوئی ایسا انسان ہے جس کے سینہ میں دل نہ ہو؟ شرابی، کبابی، زانی، بدکار بلکہ جانور تک کے سینوں میں دل ہوتا ہے لیکن اللہ والوں ہی کو اہلِ دل کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کا جواب میں نے اپنے اس شعر میں پیش کیا ہے ؎

اہل دل آں کس کہ حق را دل دہد

اہلِ دل وہ ہیں جو اپنا دل بھی اللہ تعالیٰ پر قربان کرتے ہیں اور دل کی حرام خواہشات بھی اللہ پر فدا کرتے ہیں۔ آپ بھی کسی کو خالی برتن دینا پسند نہیں کرتے، اللہ والے اللہ کو دل بھی دیتے ہیں اور دل کے برتن میں جو بری بری خواہشات ہیں وہ سب بھی اللہ پر قربان کر دیتے ہیں، اللہ کی مرضی کے خلاف کام کر کے اپنا جی خوش نہیں کرتے، اپنی خوشیوں کو جلا کر خاک کر دیتے ہیں اور اپنے مالک کو خوش کرتے ہیں۔ آپ بتائیے! خوشی کا پیدا کرنے والا، خوشی کا خالق کون ہے؟ اللہ ہے۔ تو جو خالقِ خوشی کو خوش کر لیتا ہے اور اپنی خوشی کو قربان کر دیتا ہے، تو وہ خالقِ خوشی جس بندہ سے خوش ہو جاتا ہے پھر اس بندہ کی خوشی کے عالم کا کیا عالم ہوگا؟ جو ہر وقت خوشی پیدا کرنے والے کو خوش کرتا ہے اس بندہ کا دل بھی ہر وقت خوش رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سارے عالم کی مخلوق کو اپنے اس بندہ کے قدموں میں آنے کے لئے مضطر فرما دیتے ہیں۔

اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

اور جو اپنا دل گناہوں سے خوش کرتا ہے تو اس کے دل کے عذاب کا عالم بھی نہ پوچھئے ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے اَبرار کا عالم

نیک بندوں کی دنیا نور سے بھری ہوئی ہے اور گنہگاروں کی دنیا پر اندھیروں کی، ظلمات کی تہہ بہ تہہ چڑھی ہوئی ہیں، پریشانی اور عذاب میں ہیں، مخبوط الحواس ہیں کیونکہ اس بندہ نے خالقِ خوشی کو ناخوش کیا، تو کیا ایسا شخص خوش رہ سکتا ہے؟ اے کاش! اتر جائے تیرے دل میں میری بات، اور صرف یہی نہیں کہ آپ کے دل میں اترے، ہمارے دل میں بھی اتر جائے، اے کاش میرے دل میں اتر جائے میری بات۔ تو اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے دیکھو کہ دل کیسے خوش رہتا ہے، دنیا میں لوگ سب سے زیادہ بادشاہوں کی خوشیوں پر رشک کرتے ہیں ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہل صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ والوں کے سینوں میں نور کا دریا بہہ رہا ہے اور گنہ گاروں کے سینوں میں نافرمانئ حق کے گندے پانی کی نہریں جاری ہیں، گٹر لائن جاری ہے، بدبو ہی بدبو ہے، آنکھوں سے ظلمات اور چہرے سے ظلمات نظر آتے ہیں، جس زمین پر گناہ کرتا ہے اس زمین کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت ملتی ہے اور جس کے ساتھ گناہ کرتا ہے وہ بھی ساری زندگی لعنت بھیجتا ہے۔

حرام خواہشات کے خون کرنے کا انعام

اس لئے دوستو! اہل دل ان کو کہا جاتا ہے جو اپنے دل کو مع حرام خواہشات کے اللہ پر فدا کردیں، بڑے آدمی کو خالی برتن نہیں دیا جاتا ہے لہٰذا دل میں جو کچھ حرام خواہشات ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر فدا کردو۔ اب آپ کہیں گے کہ خونِ تمنا کرنے سے کیا ملے گا، اگر میں اپنی ناجائز خوشیوں کا خون کرلوں تو اس خونِ تمنا سے مجھے کیا ملے گا؟ آپ کو جو ملے گا اس کو اختر نے ایک شعر میں پیش کیا ہے، یہ شعر حیدرآباد دکن میں ہوا تھا۔

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

اور اس کی خوشبو سے مسلماں بھی مسلماں ہوں گے یعنی اللہ اس کو ایسا محبت کا درد عطا فرماتا ہے کہ کمزور ایمان والے اس کی صحبت سے مضبوط ایمان والے بن جائیں گے اور کافر مومن ہوجائیں گے۔

قربِ الٰہی، خونِ تمنّائے حرام پر موقوف ہے

ارے! عمل کرکے تو دیکھو، ان فانی چیزوں پر انگور کے کیڑے کی طرح بے وقوفانہ، احمقانہ زندگی مت گذارو۔ ایک بے وقوف احمق کیڑا انگور کھانے چلا، وہ کیڑا ابھی انگور کی طرح ہرے رنگ کا ہوتا ہے، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کو انگور کھانا تھا تو انگور کے درخت پر انگور اوپر ہوتا ہے اور ہرے ہرے پتے نیچے ہوتے ہیں، انگور نیچے نہیں ہوتا۔ جب چلتے چلتے ہرے ہرے پتے پر پہنچ گیا اور بھوک لگی تو اس نے پتا کھانا شروع کردیا، انگور کا تھوڑا سا ذائقہ اس کے پتے میں بھی ہوتا ہے، جیسا پھل ہوتا ہے ویسے ہی اس کے پتے

ہوتے ہیں یعنی پتے میں پھل کے کچھ اثرات ہوتے ہیں۔تو وہ کیڑا اپنی بے وقوفی سے یہ سمجھا کہ یہی انگور ہے، پھر ساری زندگی اسی پتے کو کھا کھا کر مرگیا، اسی پتے پر اپنا قبرستان بنا گیا اور انگور سے محروم مرگیا۔

جو لوگ اپنے نفس کی خواہشات کے پتے کھاتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے انگور کی طرف پیش قدمی نہیں کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم مرجائیں گے۔ اگر آپ کی پیش رفت، اگر آپ کی پیش قدمی، اگر آپ کے جرأت مندانہ قدم آگے نہیں بڑھیں گے تو انہیں غلاظتوں میں ہمیشہ پڑے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے انگور سے محروم رہو گے اور وہ تو جانور تھا تم انسان ہو کر جانوروں سے بدتر عمل کرو گے تو خواہشات کے گڑھوں میں قبرستان بنا کر مرجاؤ گے۔

تو دوستو! اللہ والوں کو اس لئے اہلِ دل کہا جاتا ہے کہ جس نے دل بنایا، اور دل کس نے بنایا؟ اللہ تعالیٰ نے۔تو دل کس پر فدا کرنا چاہیے؟ دل تو بنائے اللہ تعالیٰ اور دے دو غیروں کو، اسی لئے پٹائی ہوتی ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ! عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

اور لگاؤ غیر اللہ سے دل، اور وی سی آر۔سینما دیکھو، اور ٹیڈیوں سے دل لگاؤ، پھر دل پر ہر وقت ہتھوڑے پڑیں گے، نیند حرام ہو جائے گی اور مغزِ دماغ میں ہر وقت ایسی بے چینی رہے گی جیسے کوئی کھونٹا ٹھونک رہا ہو، بدحواس ہو جاؤ گے، ویلیم فائیو کھانا پڑے گی، اب تو گھبرا کر کہتے ہیں کہ سو جائیں گے لیکن ویلیم فائیو بھی کب تک کام کرے گی؟ ؎

اب تو گھبرا کہ یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

مجلسِ شیخ کا ادب

میری بات آنکھیں کھول کر سنو، میری گذارشات میں یہ چیز داخل ہے کہ جو حضرات میری بات سننے کے لئے دور دور سے آئے ہیں، وہ آنکھیں کھول کر سنیں کیونکہ آنکھیں بند کرو گے تو اس سے ہم کو نقصان پہنچتا ہے، آپ کی نظر سے مجھے جو فیض ہوتا ہے اس سے آپ ہمیں محروم کر رہے ہیں، اس لئے اگر مسلسل نہ دیکھو تو کبھی کبھی نظرِ عنایت ڈال لیا کرو، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک نظر دیکھ لیا کرو۔

اِدھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا
پھر اُن کا مجھے اک نظر دیکھ لینا

بزرگوں نے منع کیا ہے کہ آنکھیں بند کر کے وعظ مت سنو، اس سے نیند کا غلبہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ جیسی شکل بناؤ گے ویسی حقیقت اتر آنے کا اندیشہ ہوتا ہے، کبھی کسی زمانہ میں ایسا نہیں ہوا کہ کوئی مرد عورت بن گیا ہو لیکن اب کتنے نوجوان جو مٹک مٹک کر ناچ رہے تھے اور داڑھی منڈا رہے تھے، عورتوں کی شکل بناتے بناتے جب ان کا آپریشن ہوا تو وہ لڑکی بن گئے، پہلے نسیم خان نام تھا اب نسیم النساء ہو گیا، تو یہ کیا ہے؟ جیسی شکل بناؤ گے ویسے ہی حقیقت اتر آتی ہے، اللہ والوں کی شکل بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی حقیقت اتر جائے گی، تجربہ کرلو۔ مثال کے طور پر میری یہ ٹوپی ہے، ایسی ایک ٹوپی خانقاہ سے خرید لو، اب جو ذکر آپ جناح کیپ پہن کر کرتے ہیں کچھ دن یہ ٹوپی پہن کر کرو، یہ ٹوپی حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی ہے، اس وقت ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش کے اولیاء اللہ

میں یہ ٹوپی رائج ہوگئی، آپ ان شاء اللہ تعالیٰ فرق محسوس کریں گے، یہاں تک کہ دوپلیا اور گول ٹوپی سے بھی فرق محسوس کریں گے، بزرگوں کی مشابہت بہت بڑی چیز ہے، حدیث میں ہے:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))

(سنن ابی داؤد: (اسلامی کتب خانہ)؛ کتاب اللباس، ج ۲ ص ۲۰۳)

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسی قوم میں داخل کردیتے ہیں، آپ اللہ والوں کی مشابہت اختیار کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ پاک کو رحم آجائے گا اور اللہ تعالیٰ اسی قوم میں داخل کردیں گے یعنی آپ کو اللہ والا بنادیں گے۔

تو دوستو! میں عرض کررہا تھا کہ دل تو ایک ظرف ہے برتن ہے، اس میں جو خواہشات ہیں وہ بھی اللہ پر فدا کردیں۔ اسی لئے اللہ والوں کو اہلِ دل کہا جاتا ہے کہ جس نے دل بنایا تھا وہ اسی پر اپنا دل فدا کرتے ہیں ؎

اہل دل آں کس کہ حق را دل دہد
دل دہد او را کہ دل را می دہد

اللہ والے اسی کو دل دیتے ہیں جو دل عطا کرتا ہے، جس نے ماں کے پیٹ میں دل بنایا تھا، وہ اسی کو اپنا دل دیتے ہیں۔ تو جب مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جن کا پاکستان کے بڑے محدثین میں شمار ہے، میرا یہ شعر میری کتاب معارف مثنوی سے سنا تو فوراً فرمایا لَا فَرْقَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ مَوْلَنَا رُوْمٍ تیرے اور مولانا روم کے درمیان مجھے فرق محسوس نہیں ہورہا ہے، ان کے شعر میں اور تمہارے شعر میں بالکل یکسانیت ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، یہ نیک فالی ہے، بزرگوں کی طرف سے حوصلہ افزائی ہے، بزرگوں سے شاباش مل جائے تو اس میں حوصلہ افزائی ہے۔

صحبتِ بد کے اثرات قبولیتِ حق سے مانع ہوجاتے ہیں

تو اسی مثنوی سے یہ مضمون آپ کو سنایا گیا کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بیوی تھیں مگر صحابیہ تھیں، ایمان لائیں تھیں جبکہ فرعون ظالم ایمان نہیں لایا، پورا واقعہ ابھی آپ نے سنا کہ کس کس طریقہ سے انہوں نے چاہا کہ فرعون مسلمان ہوجائے لیکن یہ ظالم اسلام کی دولت سے محروم رہا، کیونکہ اس کی صحبت خراب تھی، اس کا مشیر ہامان بے ایمان خبیث تھا، جس نے ایسے انداز سے فرعون کے سامنے تقریر کی جب فرعون نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسلام لے آؤں، میری بیوی نے آج مجھے بہت نصیحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو یاد فرمایا ہے، اے گنجے! گنجوں کے عیب تو ایک ٹوپی چھپالیتی ہے اور تیرا عیب تو اللہ تعالیٰ کی رحمت چھپانا چاہتی ہے لہٰذا جلدی سے اسلام کو قبول کرلے۔

تو فرعون نے کہا کہ اچھی بات ہے، اس کے دل کو بیوی کی بات لگ گئی تھی لیکن اس نے اپنے وزیر ہامان خبیث سے مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ آپ تو خود سارے جہان کے خدا ہیں، آپ تو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ہمارے رب اعلیٰ ہیں، آپ اپنے بندوں پر ایمان لا کر بندوں کا بندہ بن جائیں گے، خدا اپنے بندوں کا بندہ بن جائے گا، آسمان زمین ہوجائے گا، ہم اس منظر کو نہیں دیکھ سکتے، پھر فرعون کو اپنی تلوار پکڑادی کہ پہلے مجھے قتل کردو اس کے بعد جو چاہے کرو، میں اس کیفیت کو دیکھ نہیں سکتا کہ خدا بندہ بن جائے اور آسمان زمین بن جائے۔ تو شیطان کی ایسی خبیث تقریر ہوتی ہے، شیطان اس طرح سے تقریر کرتا ہے کہ بڑے بڑوں کو دھوکہ دے دیتا ہے۔

اپنے متبع سنت وشریعت شیخ پر اعتراض کی نحوست

اس لئے دوستو! جس نے اپنے بڑوں کا ادب نہیں کیا اس کے چھوٹوں نے اس کا ادب نہیں کیا۔ یاد رکھو! جس نے اپنے بڑوں کے بارے میں خود رائی اور خود بینی کی بلکہ اعتراض کیا تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

((مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِہٖ لَمْ یُفْلِحْ اَبَدًا))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج ۱ ص ۳۴۳)

جس نے اپنے مرشد پر اعتراض کیا اسے کبھی فلاح نہیں مل سکتی، اس کی کبھی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ یہ تو ڈاکٹر پر اعتراض کررہا ہے، اس کو کیا فائدہ ہوگا؟ اور ڈاکٹر کا فائدہ نقصان تو پھر بھی دنیاوی ہے لیکن آخرت والوں کی، اللہ والوں کی تو آہ لگ جاتی ہے، ان کا دل دکھ جانا بھی خطرناک بات ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا

تو فرعون کمبخت ایمان بھی نہیں لایا بلکہ بہت ستاتا تھا، اتنا ستایا کہ کلیجے منہ کو آگئے، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اس کی بیوی تھیں۔ ان کو ایسے ایسے عذاب، ایسی ایسی سختیاں اور تکالیف دیتا تھا کہ ایمان چھوڑ دیں لیکن آپ نے جان دے دی ایمان نہیں دیا۔ علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ بی بی صاحبہ تو جنت میں جائیں گی اور فرعون دوزخ میں جائے گا، تو یہ سوال ہوتا ہے کہ آخرت میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی شادی کس سے ہوگی؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل کرتے ہیں:

((وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ اٰسِیَةَ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ تَکُوْنُ زَوْجَةَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ))

(تفسیر روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۲۵، ص ۱۸۷)

جنت میں ان کی شادی حضور ﷺ سے کردی جائے گی کیونکہ انہوں نے جو اتنا غم اٹھایا تو جنت میں اس غم کا بدلہ ملے گا، جو لوگ گناہ چھوڑنے کا غم اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا نعم البدل بھی عطا کرتے ہیں، اپنے قرب کی لذت دیتے ہیں، لہٰذا کہاں گُو مُوت، پیشاب پاخانے کی جگہ جاتے ہو۔

دیکھا آپ نے! حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو کیسا نعم البدل ملا، اللہ تعالیٰ فرعون کو تو اس کے کفر کی وجہ سے جہنم میں بھیج دیں گے لیکن حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو، ان کے ایمان اور ان مصیبتوں کے صلہ میں جو انہوں نے برداشت کیں، جنت میں داخل فرمائیں گے۔ تاریخ کی بعض کتب میں ہے کہ ان کے ہاتھوں میں فرعون نے کھونٹے گاڑ دیئے تھے۔ آہ! کیا تکلیف ہوئی ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی وقت جنت دِکھادی لہٰذا انہیں وہ تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور اسی حالت میں روح نکل گئی اور جس وقت جنت میں سید الانبیاء ﷺ سے ان کا نکاح ہوگا تو انہیں یہ سارا غم یاد بھی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی نعم البدل دیتے ہیں، جن لوگوں نے اپنے گناہوں کی خواہشات کو چھوڑا، اللہ نے اس کے بدلہ میں انہیں وہ نعمت عطا کی جس کا انہیں تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

اللہ کریم ہے، وہ نااہلوں کو بھی نواز دیتے ہیں تو جو ان کے راستہ میں گناہ چھوڑنے کا غم اٹھائے اس کو کتنا نوازیں گے؟ آج کوئی گناہ چھوڑنے کا غم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے، جتنے صوفی اور سالک ہیں وہ وظیفہ پڑھ لیں گے، دعاؤں میں بھی رولیں گے مگر گناہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، اللہ کی ناراضگی اور خدائے تعالیٰ کی دوری سے بچنے کی فکر نہیں کرتے۔

متعدد شوہر والی عورت جنت میں کس کو ملے گی؟

یہاں ایک سوال اور بھی ہے، بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی عورت کی چار شادیاں ہوئیں مثلاً ایک شادی اٹھارہ سال کی عمر میں ہوگئی، دو سال کے

بعداس کی عمر بیس سال کی ہوئی تو اس کا شوہر مر گیا تو اس نے دوسرے آدمی سے شادی کرلی، دو سال بعد اس کا بھی انتقال ہوگیا، اس نے تیسرے سے شادی کرلی پھر اس کے بعد چوتھی شادی کرلی۔ چار شادیاں کرکے آخر میں بڑی بی دنیا سے گئیں، اب جنت میں چاروں شوہر اکٹھے ہوگئے، چاروں اللہ والے تھے، اب چاروں چھینا جھپٹی کررہے ہیں کہ اسے میں لوں گا، یہ میری بیوی ہے، اس نے کہا کہ یہ میری بیوی ہے، تیسرا کہتا ہے یہ میری بیوی ہے، تو چاروں میں جھگڑا ہوگیا، لیکن اب ہوگا کیا؟

((وَمَنْ تَزَوَّجَتْ بِاَكْثَرَ مِنْ وَّاحِدٍ فَهِيَ تُخَيَّرُ فَتَخْتَارُ مَنْ كَانَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا مَّعَهَا))

(تفسیر روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج۲۵، ص۱۸۷)

اس کا جواب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اختیار دیں گے کہ جس شوہر نے تمہیں زیادہ پیار اور محبت سے رکھا ہو، تم کو اذیت نہیں پہنچائی ہو، اخلاق کی بلندیوں سے نوازا ہو، جس شوہر کے اخلاق، جس شوہر کا پیار تمہیں پسند آیا ہو، تم اپنی مرضی سے ان چاروں میں سے پسند کرلو۔ تو عورت کس کے پاس جائے گی؟ جو اٹھتے بیٹھتے اس کو گالیاں دے گا اس کے پاس جائے گی یا جو اچھے اخلاق والا ہوگا اس کے پاس جائے گی؟ میں نے یہ مسئلہ اس لیے بتادیا کہ اگر کوئی آپ سے پوچھے تو اگر معلوم نہیں ہوگا تو کیا جواب دوگے؟ لاجواب ہوجاؤگے یا نہیں اور اگر جواب یاد ہوگا تو آپ لاجواب نہیں ہوگے، باجواب ہوجاؤگے۔

اب آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ میرا ایک سفر ہونے والا ہے، دعا کیجیے کہ یہ سفر آسان ہوجائے، پچیس جنوری کو جدہ سے نیروبی اور نیروبی سے جنوبی افریقہ جانے کا ارادہ ہے۔ وہاں کے دوست آٹھ دس سال سے تقاضا

کررہے ہیں لیکن جب اللہ کو منظور ہوتا ہے، آپ حضرات کو اس لیے بتادیا کہ آپ کو بے چینی ہوگی، پھر آپ پوچھتے پھریں گے کہ کیا بات ہے نظر کیوں نہیں آرہے ہیں؟ بہر حال آپ حضرات سے دعا کی گذارش ہے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیقِ دعا بخشے اور اسے قبول فرمائے، مجھے مستجاب الدعوات بنادے، اختر جس کے لئے جو مانگے اللہ سب قبول فرمائے، میرا سفر عافیت سے ہو، میرے ساتھیوں کے لئے بھی دعا کریں، میرے ساتھ دوساتھی اور جارہے ہیں، ممتاز بیگ صاحب اور عشرت جمیل صاحب، عشرت جمیل صاحب سید بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تینوں کو اور جتنے بھی لوگ جارہے ہیں، فیروز صاحب دہلوی وغیرہ سب کا سفر قبول فرمائے اور خیر و عافیت سے رکھے۔ اس لئے آج کا مضمون مختصر بیان کرتا ہوں۔

گناہ کرنے والا درحقیقت عظمتِ الٰہیہ سے بے خبر ہے

اللہ کے حکم کی قیمت کو پہچانو، جو لوگ گناہ نہیں چھوڑرہے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی عظمتوں سے بے خبر ہیں۔ ایاز نے ہمیں اللہ کی عظمت سکھادی، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایاز شاہ محمود کا بہت ہی پیارا، باوفا اور اس کا عاشق غلام تھا، شاہ محمود بھی اس کو بہت پیار کرتا تھا، ایک دن شاہ محمود نے اپنے پینسٹھ وزیروں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میرے خزانے میں جو سب سے زیادہ شاندار موتی ہے، یگانہ موتی ہے، ایسا موتی ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں ہے، میں نے اس کو باہر سے منگایا ہے لیکن تم اس موتی کو توڑ دو، بادشاہ نے وہ موتی میز پر رکھ دیا اور پتھر بھی جمع کردیئے، اور حکم دیا کہ پتھر مار کر اس موتی کو چور چور کردو، پینسٹھ کے پینسٹھ وزیروں نے انکار کردیا اور کہا کہ حضور! یہ نایاب موتی ہے، ہم سے نہیں توڑا جائے گا کیونکہ آپ کے خزانہ میں اس کا مثل نہیں ہے، ہم اسے توڑیں گے تو بعد میں آپ ہمیں ڈانٹیں گے کہ تم پاگل ہوگئے

تھے، اسے کیوں توڑ دیا، اس لئے ہم سمجھ رہے ہیں کہ اس معاملہ میں آپ ہمارا امتحان لے رہے ہیں، لہٰذا ہم اسے نہیں توڑیں گے، آخر میں بادشاہ نے اپنے خاص، باوفا اور عاشق غلام ایاز کو بلایا۔

ایاز سے نیاز صاحب یاد آ گئے جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے، ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو حضرت نے اس کا نام نیاز کی مناسبت سے ایاز رکھ دیا اور مزاحاً فرمایا کہ میاں نیاز! تمہارے ایک بیٹے کا نام تو میں نے ایاز رکھ دیا ہے، اب دوسرے بیٹے کے لئے میرے پاس اور کوئی قافیہ نہیں ہے سوائے پیاز کے، اللہ کی شان کہ دوسرا بچہ ہی نہیں ہوا کہ پیاز نام رکھنے کی نوبت آئے۔ بعض وقت اللہ والوں کی زبان سے ایسی بات نکل جاتی ہے۔

گناہوں پر اصرار کرنے سے توفیق توبہ سلب ہو جاتی ہے

تو شاہ محمود نے اپنے پیارے غلام ایاز سے کہا کہ پینسٹھ وزیروں نے یہ موتی توڑنے سے انکار کر دیا ہے لہٰذا تم اس کو توڑ دو، ایاز نے پتھر اٹھایا اور موتی پر مار کر اسے چکنا چور کر دیا، موتی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، سارے وزیروں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ اس کمبخت کو کیا ہو گیا، سب وزیروں نے کہا کہ یہ کتنا نالائق ہے کہ اس نے ایسے بے مثل موتی کو توڑ دیا۔ بادشاہ نے ایاز کو بلایا اور کہا کہ یہ پینسٹھ وزیر تم پر اعتراض کر رہے ہیں کہ اس نے ایسا نایاب، قیمتی اور بے مثل موتی کیوں توڑ دیا، تم اس کا جواب دو، حالانکہ بادشاہ اس بات سے خوش تھا کہ ایاز کے دل میں موتی سے زیادہ میرے حکم کی عظمت ہے، اس کی اس ادا سے بادشاہ دل ہی دل میں بہت خوش تھا کہ ایاز امتحان میں پاس ہو گیا، موتی کی قیمت سے زیادہ ایاز اپنے دل میں میرے حکم اور امر کی قیمت رکھتا ہے۔ آج جب کوئی حسین لڑکا یا حسین لڑکی سامنے آ جاتی ہے تو صوفی صاحبان بھی جو ہر وقت آبدیدہ اور اشکبار آنکھوں سے ذکر

کررہے ہیں لیکن وہ بھی نفس کی ڈیمانڈ مان کر نظر بازی کر لیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ حسین تو شیشے ہیں، ہم نہ ان آبگینوں کا دل شکستہ کرتے ہیں نہ اپنا، اگر ان کو نہیں دیکھیں گے تو میرا دل بھی ٹوٹے گا اور اس کا دل بھی ٹوٹے گا، وہ کہے گا کہ ارے یہ کیسا ملّا ہے کہ ہماری طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ یاد رکھیں! دو دل میں جو پھنس جاتا ہے وہ دَلدَل میں پھنس جاتا ہے کیونکہ اس نے دو دل نہیں توڑے تو دَلدَل میں پھنس گیا، بولو بھئی! دو دفعہ دِل دِل ہے کہ نہیں؟ جس نے اپنا دل نہیں توڑا، اللہ کا حکم توڑ دیا، اس نے اللہ کے حکم کی عظمت کا حق ادا نہیں کیا۔ اپنا دل نہیں توڑا، کہا کہ ابھی دیکھ لو بعد میں دیکھا جائے گا، بعد میں توبہ کرلیں گے، توبہ سے اللہ کے حکم کی عظمتیں تھوڑی ادا ہوتی ہیں۔ توبہ سے تمہاری خباثتیں اور نالائقیوں کی کسی درجہ میں تلافی ہوگی اور وہ بھی ان کے حلم کے ساتھ مشروط ہے۔

بعض وقت گناہوں کی نحوست جمع ہوتی رہتی ہے کہ توفیقِ توبہ بھی سلب ہوجاتی ہے کیونکہ توبہ کرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں توبہ کی توفیق دینا ہے، لہٰذا جس نے اپنا دل بھی نہیں توڑا اور اُس حسین کا دل بھی نہیں توڑا، جہاز پر چڑھا اور ایئر ہوسٹس سے خوب آپا آپا کرکے بات کرنے لگا۔ وہ بولی کہ صاحب! کیا چاہیے؟ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ آپا یہ چاہیے، آپا وہ چاہیے اور خوب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپا کہہ کر اس کا پاپا کھا رہا ہے اور اس کے پاپا پر چھاپہ بھی مار رہا ہے۔ اب سب تسبیح اور ساری تقریریں بھول گیا جو رات دن سنتا ہے، خانقاہ بھی اسے یاد نہیں آتی کہ میں اتنے عرصہ تک کہاں رہا ہوں۔

تو جو شخص دو دل کی قیمت یعنی اپنے دل اور حسینوں کے دل کی قیمت اللہ کے حکم کی عظمتوں سے زیادہ سمجھتا ہے تو جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہارے اور ان حسینوں کے دل کی قیمت زیادہ تھی جس کو تم نے نہیں

توڑا یا ہمارے حکم کی قیمت زیادہ تھی کہ ان کا دل نہیں توڑا اور ہمارا حکم توڑ دیا، تو یہ بتاؤ تم نے میرے حکم کی عظمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ ایاز تو ایک دنیاوی بادشاہ کا غلام ہو کر یہ حق ادا کر رہا ہے اور وزیروں کو جواب دے رہا ہے کہ ؎

گفت ایاز اے مہترانِ نامور
امرِ شہ بہتر بہ قیمت یا گہر

اے معزز وزیرو! سن لو! شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی زیادہ قیمتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے، سبحان اللہ! کوئی دقیقہ انہوں نے چھوڑا نہیں کہ کسی شخص کو اللہ کے راستے میں جاتے ہوئے شیطان اسے کوئی چکر دے سکے اگر مثنوی مولانا روم کی تعلیمات سامنے ہوں۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنا چاہے وہ معارفِ مثنوی پڑھے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک کو اس طرح سے سمجھایا ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اس لئے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس کو اپنے دل میں اللہ کی محبت کی آگ لگانی ہو وہ مثنوی پڑھا کرے۔ لیکن مجھ سے محبت کرنے والے بعض لوگوں نے بھی میری لکھی ہوئی مثنوی کی شرح معارف مثنوی نہیں پڑھی، اگر اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنی ہے تو اس کتاب کو پڑھو، پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دل میں ایسا نور عطا فرمائیں گے کہ زندگی میں زندگی آجائے گی ؎

ہم نے دیکھے ہیں ایسے بھی اہلِ نظر
زندگی زندگی سے رہی بے خبر

صحبتِ شیخ میں باخدا رہنا سیکھو

اللہ والے دنیا کی زندگی کے تقاضوں کو جانتے ہی نہیں کہ کیا ہیں؟

اپنی زندگی ہر وقت اللہ پر فدا کر رہے ہیں اور ساری کائنات کی لذتوں کو لوٹ رہے ہیں چاہے دنیا کے کسی گوشہ میں ہیں، پہاڑوں کے دامن میں ہیں، سفر میں ہیں، حضر میں ہیں، جہاں بھی ہیں باخدا ہیں، کاروبار میں بھی ہیں تب بھی خدا کے ساتھ ہیں، بازار میں ہیں تو بھی خدا کے ساتھ ہیں، ایک لمحہ کو بھی اللہ سے غافل نہیں ہوتے، اپنی ایک سانس بھی غفلت میں نہیں گذارتے، یہ ہیں مبارک زندگیاں! مبارک ہیں وہ لوگ جو ہر وقت باخدا رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے باخدا رہنا سیکھا ہے، یہ سیکھنا پڑتا ہے، اہل اللہ کی صحبتوں سے، مجاہدات سے، کثرتِ ذکر اللہ سے، یہ رسوخِ نسبت اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔ تو دیکھو ایک مخلوق ایک مخلوق کا کیسا حق ادا کر رہی ہے۔ ایاز شاہ محمود کا کیسا حق ادا کر رہا ہے ۔

گفت ایاز اے مہترانِ نامور

ایاز نے کہا کہ اے معزز وزیرو! تم پینسٹھ کے پینسٹھ لوگ بھینس کے بھینس ہو، تمہاری عقل کہاں مری ہوئی تھی، تم نے موتی کی قیمت کو تو دیکھا لیکن شاہی حکم کی عظمت کا تم نے حق ادا نہیں کیا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ایاز کے الفاظ تعبیر فرماتے ہیں ۔

گفت ایاز اے مہترانِ نامور

امرِ شہ بہتر بہ قیمت یا گہر

ایاز نے کہا کہ اے معزز وزیرو! امرِ شہ یعنی شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی زیادہ قیمتی ہے؟ میرے اللہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا سڑکوں پر ننگی پھرنے والی زیادہ قیمتی ہیں؟ کیا کہیں توفیق تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے، پیر کیا کرے گا، بے چارہ رو رو کر مر جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے لئے رو رو کے مر گئے لیکن ظالم ایمان نہ لایا، کشتیٔ بابا نشین نہ ہوا، ظالم اپنے بابا کی کشتی پر نہیں بیٹھا، اس نے کہا کہ مجھے تو پہاڑ بچا لے گا ۔

ہیں برادر کشتیٔ بابا نشیں

اہل اللہ سے تعلق کا انعام

جو اللہ والے بابا، شریعت وسنت کے پابند بابا ہیں ان کی کشتیوں میں بیٹھ جاؤ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ زمانہ کا طوفان تمہاری کشتی کو نہیں ڈبو سکتا، جو لوگ اہل اللہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ فتنہ کے اس دور میں بھی دنیا سے اپنے دل کو سلامت لے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آگے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آکر فرماتے ہیں ؎

گوہرِ حق را بہ امر حق شکن

اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے دل کی کوئی قیمت نہیں

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حسین بنایا ہے، تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اللہ کے موتی ہیں لیکن خدا ہی کے حکم سے ان کو توڑ دو یعنی ان کو مت دیکھو، یہ نہیں کہ حسینوں کو پتھر مارنے لگو ورنہ پولیس پکڑ لے گی۔ ذرا مطلب بھی سمجھا کرو، اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ان حسین موتیوں کو تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے توڑ دو یعنی اپنا دل بھی توڑ دو اور ان کا دل بھی توڑ دو، اگر وہ کہیں کہ مولانا مجھے دیکھو تو کہہ دو کہ نہیں، ہمارا اللہ ناراض ہو جائے گا۔ اگر حسین معشوق کہیں کہ ارے ہمارے حسن کو دیکھ تو لو، تسبیح کے دانے چھوٹ کر زمین پر گر جائیں گے، ساری ملائیت نکل جائے گی، تو کہو کہ اسی لئے نہیں دیکھتا کہ میں ملائیت نکالنا نہیں چاہتا، تسبیح کے دانوں کی بے حرمتی نہیں چاہتا، اس لئے تم کو نہیں دیکھتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ حسینوں کو نہ دیکھو، اگر ہم پہلوان ہوتے تو یہ حکم نازل نہ ہوتا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ﴾

(سورۃ النور، آیۃ:۳۰)

اے نبی ﷺ! آپ ایمان والوں کو حکم دے دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو حسینوں سے نہ ملائیں، نہ عورتوں کو دیکھیں نہ لڑکوں کو دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے موتی کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے توڑ دو۔ کیوں؟ اللہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے، تمہارے دل کی کوئی قیمت نہیں ہے، یہ مت کہو کہ میں پاگل ہوگیا تھا، کیا کروں پرانا پاپی ہوں، پرانی عادت ہے۔ یہ نئے اور پرانے سے کام نہیں چلے گا، جوتے پڑیں گے، نئے جوتے بھی پڑیں گے اور پرانے جوتے بھی پڑیں گے۔ جوتے جیسے بھی ہوں پرانے ہوں یا نئے ہوں جوتے ہی ہوتے ہیں، تو پرانے پاپی کو بھی چاہئے کہ کب تک اس طرح سے زندگی گذاروگے لہٰذا اللہ کے پیدا کئے ہوئے حسین کو مت دیکھو۔

یہ حسین آتشی آئینے ہیں جو ایمان کو جلا دیتے ہیں

ایک صاحب نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت! میں تو ان حسینوں میں اللہ تعالیٰ کے حسن کا جلوہ دیکھتا ہوں کہ واہ رے میرے اللہ! کیا شان ہے تیری، تو نے کیسے کیسے حسین بنائے ہیں، تو کیا میں خدا کا جلوہ بھی نہ دیکھوں؟ کیسا سوال کیا اس نے! میں تو ان کو آئینۂ جمالِ خداوندی سمجھتا ہوں یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے جمال کے آئینے ہیں، اس لئے میں ان آئینوں میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آئینے تو ہیں مگر آئینے کی دو قسمیں ہیں، ایک عام آئینہ ہوتا ہے چہرہ دیکھنے والا اور ایک آتشی آئینہ ہوتا ہے، جس کو دیکھ کر آگ لگ جاتی ہے، آتشی آئینہ کو اگر سورج کی طرف رکھ دو تو اس کے نیچے سگریٹ جلا سکتے ہو، کپڑا جل جاتا ہے۔ تو یہ آتشی آئینے ہیں، ان سے تمہارا ایمان جل کے راکھ ہوجائے گا، اور ایمان تو جائے گا ہی جسمانی صحت بھی تباہ ہوگی اور اگر دونوں طرف سے معاملہ ہوگیا تو نہ تو خیریت سے رہے گا نہ وہ خیریت سے

رہے گی، دونوں طرف سے تباہی وبربادی مچ جائے گی۔ ایک شاعر نے کہا تھا ؎

نہ میں ہوں کسی کا نہ تو ہے کسی کی
میں ہوں خدا کا اور تو ہے خدا کی

لہٰذا دونوں خدا کے حکم پر چلو، آزادی چاہتے ہو تو سانڈ کو دیکھ لو، جو آزادی چاہتے ہیں اور شریعت کے احکام کو مشکل سمجھتے ہیں تو ایک جانور ہے اس کو سانڈ کہتے ہیں، کھلا گھومتا ہے، کسی کسان کے کھونٹے سے نہیں بندھتا، وہ کہتا ہے ہم کسی کی ملکیت تسلیم نہیں کرتے، آزادی سے جس کھیت میں چاہیں گے منہ ماریں گے لیکن کبھی قریب سے اس کی پیٹھ دیکھو کہ کتنے ڈنڈے پڑے ہوئے ہیں، جس انڈے سے لاکھوں ڈنڈے پڑ جائیں ایسے انڈے کو گولی مارو ؎

میرؔ ایسے انڈے سے باز آئے تو کب؟
جب اس نے پیٹھ پر دو ڈنڈے دیئے

پھر انڈا چھوڑ کر بھاگے۔ اس لئے دیکھو شیطان کتنے ڈنڈے مارتا ہے، تھوڑی دیر کے مزے کے لئے شیطان تمہاری زندگی کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے لہٰذا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا پیارا شعر ہے کہ ؎

گوہر حق را بہ امر حق شکن

اللہ تعالیٰ کے موتیوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے توڑ دو، چاہے وہ کتنے ہی اچھے لگتے ہوں، یہ کہو کہ اے دل ہم تجھ کو دیکھنے نہیں دیں گے، وہاں سے فرار اختیار کرو، فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰہِ آہستہ چال چلنے کا حکم نہیں ہے، جو آہستہ چلے لوٹ کے پھر وہیں پہنچ گئے کیونکہ دو تین قدم کے بعد شیطان نے کان میں کہا کہ ارے کہاں جا رہے ہو، ذرا اور دیکھتے جاؤ اور جو وہاں سے تیز بھاگا تو اتنا دور بھاگا کہ ناقابل واپسی ہو گیا۔

تو اتنا دور بھاگو، فَفِرُّوْا کا حکم ہے، اللہ نے یہ نہیں فرمایا فَاذْهَبُوْا حسینوں سے ہٹ جاؤ، بلکہ فَفِرُّوْا فرمایا یعنی فرار اختیار کرو، فرار کے معنی چلنا ہیں یا بھاگنا ہیں؟ جیسے کہتے ہیں کہ فَفِرُّوْا ہوگئے، عجیب معاملہ ہے، کسی ظالم نے اس لفظ کا محاورہ ہی بنا دیا کہ فلاں صاحب تو فَفِرُّوْا ہوگئے یعنی بھاگ گئے، تو یہ قرآن پاک کی آیت ہے مگر آج کل محاورہ کے طور پر بھی بولا جاتا ہے۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گوہر حق را بہ امر حق شکن
بر زُجاجہ دوست سنگ دوست زن

تینوں اطراف سے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے

اللہ کے ان موتیوں کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ دو، دوست کے شیشہ پر دوست ہی کا پتھر مار دو، ہم اللہ ہی کے حکم سے تو توڑ رہے ہیں، لہٰذا اللہ کے حکم پر چلو اور اپنی نظر کی حفاظت کرو۔ جو لوگ داڑھی نہیں رکھتے ان کا دل چاہتا ہے کہ گالوں پر بال نہ آنے پائیں، چکنے چکنے گال رہیں، بال منڈا منڈا کر کمسن بنے رہیں۔ آپ اپنے دل سے گفتگو کرو کہ یہ گال ہمارے نہیں ہیں، میں بندہ ہوں، بندے کا ہر جز بندہ ہوتا ہے، بولو کیا ایسا ہوتا ہے کہ سارا جسم تو بندہ ہو لیکن آنکھ آزاد ہو، بندے کا پورا جسم بندہ ہے، گال بھی بندہ ہے، آنکھ بھی بندہ ہے، لہٰذا جہاں مالک چاہے دیکھو اور جہاں نہ چاہے نہ دیکھو، گالوں کا حکم ہے کہ تینوں جانب سے ایک مٹھی داڑھی رکھو، اب اگر آپ کہتے ہیں کہ نہیں صاحب ابھی تو میری نوجوانی ہے اور پھر اماں کہتی ہیں کہ ایک مٹھی داڑھی والے کی شادی بھی نہیں ہوگی، تم ملاؤں کو کون پوچھے گی؟ اس پر ایک واقعہ سناتا ہوں۔

ہر مؤمن کی قیمت اس کے تقویٰ سے ہے

ایک صاحب نے ایک داڑھی والے سے کہا کہ میں تم سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں، میری بیٹی لندن کی ڈگری لائی ہوئی ہے۔ تو اس نے کہا کہ بہت اچھا ہے ہم منظور کر لیتے ہیں، لیکن جب ابّا نے بیٹی سے کہا کہ ایک تبلیغی جماعت کا داڑھی والا مولانا، اچھا انگریزی دان انجینئر ہے، میں اس سے تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں تاکہ داماد ہمارا نیک ہو تو اس لڑکی نے کہا کہ پاپا! ایک نظر مجھ کو دکھلا دیجئے۔ بعض لوگ بابا کو پاپا بھی کہتے ہیں، پاپا کا لفظ تو پاپ سے ملتا ہے۔ تو جب لڑکی نے اس مولوی صاحب کو دیکھا جو انجینئر بھی تھا اور انگریزی دان بھی تھا مگر بہت سے مسٹر مولویوں سے افضل ہو جاتے ہیں، اگر مولوی تاک جھانک کرتا ہے اور کلفٹن پر حسینوں کے حسن کی ہوا کھاتا ہے اور مسٹر تقویٰ سے رہتا ہے تو وہ مولوی سے افضل ہوا یا نہیں؟ لیکن ہر مولوی کو نہیں کہتا بعض مولوی تہجد گذار، اشراق پڑھنے والے ہیں، تبلیغی جماعت میں لگ کر اللہ والے بن جاتے ہیں، دین کسی کی میراث نہیں ہے، جو محنت کرے گا وہی اللہ والا بنے گا۔

اگر صالحہ بیوی چاہیے تو خود صالح بن جاؤ

تو اس لڑکی نے اپنے بابا سے کہا کہ میرا اس ملّا کے ساتھ گذارہ نہیں ہوسکتا، یہ ہمیں کلفٹن نہیں دکھائے گا، نہ موٹر پر بٹھائے گا، نہ وی سی آر دیکھنے دے گا، سینما بھی نہیں دِکھائے گا، یہ تو ہمیں برقع میں بند کر کے رکھے گا۔ تو وہ انجینئر بے چارے آبدیدہ، آنکھوں میں آنسو لیے میرے پاس آئے، میں اس وقت ناظم آباد میں تھا، کہنے لگے کہ صاحب کیا کریں داڑھی رکھ لی ہے، اب بڑی مشکل پیش آرہی ہے، منڈا بھی نہیں سکتا، ایک رشتہ لگا تھا مگر اس لڑکی نے داڑھی کی وجہ سے انکار کر دیا، تو میں نے کہا کہ اللہ پر بھروسہ رکھو جس نے جوڑا

بنایا ہے، سب کا جوڑا وہاں لکھا ہوا ہے، لہٰذا گھبراؤ مت۔ چھ ماہ کے بعد ہنستے ہوئے ملے، کہنے لگے کہ میری شادی ہوگئی، میں نے کہا ماشاء اللہ مبارک ہو، کیسی بیوی ہے؟ کہنے لگے حافظہ قرآن، بڑی اللہ والی ہے۔ دیکھا آپ نے! داڑھی کی برکت سے حافظہ قرآن بیوی مل گئی، قرآن پاک میں ہے:

﴿اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ج وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ﴾

(سورۃ النور، آیۃ:۲۶)

اگر تم خبیث بنو گے تو بیوی بھی خبیث ملے گی، خبیث عورت خبیث مرد کو ملتی ہے، اس لئے نیک بن جاؤ تا کہ اللہ تم کو نیک بیوی دے، بہت سے ایسے نوجوان ہیں جنہوں نے زندگی میں داڑھی پر کبھی استرا نہیں لگایا حالانکہ شروع میں تین چار بال ہوتے ہیں اور آدمی کو بڑا عجیب سا لگتا ہے، لیکن اس نے اللہ کا حکم سمجھ کر اپنے چہرے کو ایسے ہی رکھا، خاندان والوں نے خوب چڑایا، ہر طرف سے ہنسی مذاق کیا گیا، لیکن وہ کیا ایمان ہے جو کسی کے ہنسنے سے ٹوٹ جائے، صحابہ نے تو گردن کٹ جانے کے باوجود ایمان نہیں دیا اور تم ذرا سا ہنسنے سے ڈر جاتے ہو۔ داڑھی رکھ کر اللہ کا نام لو پھر دیکھو کیسا مزہ آتا ہے، ذرا تقویٰ سے رہ کر تو دیکھو، یہ کیا کہ اللہ کے نام کا عطر بھی لگا رہے ہو اور بلی کا پاخانہ بھی لگا رہے ہو، تیلی کا بیل جو کولہو میں جتا ہوتا ہے وہ جہاں سے چلتا ہے وہیں کا وہیں رہتا ہے، اسی طرح جو لوگ گناہ نہیں چھوڑ رہے ہیں وہ ایسے سالک ہیں جو تیلی کے بیل ہیں، اِدھر ذکر اللہ کی بھی خوشبو لگائی اور اُدھر بدنظری بھی کر لی، اگر گُو لگا لیا تو عطر کی خوشبو کیسے محسوس ہوگی؟

ایک منطقی طالب علم کا قصہ

اس پر ایک واقعہ یاد آیا، ایک منطقی طالب علم جو منطق پڑھتا تھا،

ملا حسن وغیرہ، تیل خریدنے تیلی کے پاس گیا کہ تیلی صاحب! مجھے تیل دے دو۔اس نے پیسہ لیا اور تیل شیشی میں ڈال کر دے دیا،اس نے تیل لے کر تیلی سے پوچھا کہ تمھارے کولہو میں جو بیل لگا ہے اس کی گردن میں گھنٹی کیوں بندھی ہے؟ تیلی نے کہا کہ گھنٹی اس لئے بندھی ہے کہ ہم دور رہتے ہیں، اپنے گھر میں کھانا کھا رہے ہیں، بیوی سے بات کر رہے ہیں تو اس کی گھنٹی کی آواز ہم تک پہنچتی رہتی ہے تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ بیل چل رہا ہے اور جب گھنٹی کی آواز آنا بند ہو جاتی ہے تو ہم دوڑ کر بیل کو ایک ڈنڈا لگا دیتے ہیں اور یہ پھر چلنے لگتا ہے۔ تو اس منطقی طالب علم نے کہا اگر بیل نہ چلے، ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر گردن ہلاتا رہے،ضربیں مارتا رہے تو گھنٹی تو بجتی رہے گی، تو اس تیلی نے کہا کہ میرا تیل واپس کرو اور اپنا پیسہ لو، اور خدا کے لئے آئندہ ادھر کبھی نہ آنا، طالب علم صاحب آپ خود تو منطق پڑھ رہے ہو لیکن اگر میرا بیل بھی منطقی ہو گیا تو میرا کیا ہو گا؟

چین وسکون تقویٰ ہی میں ہے

تو تقویٰ سے رہنے میں چین ملتا ہے اور اتنا چین ملتا ہے کہ میں بتا نہیں سکتا جبکہ مجاہدہ میں اتنی بے چینی نہیں ہوتی، بس اتنی دیر کی تکلیف ہوتی ہے کہ یا تو اُس حسین کو اپنے پاس سے بھگا دو یا خود اس کے پاس سے بھاگ جاؤ، بھاگو یا بھگاؤ، دو ہی تو کام ہیں، اگر کوئی بے پردہ عورت آ گئی تو تم خود بھاگو یا اس کو بھگا دو، بس یہ دو کام سیکھ لیں، بھاگو یا بھگاؤ اور ہمیشہ چین کی بانسری بجاؤ، مگر چین کی بانسری کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کہیں آپ بانسری بجانے لگیں، وہ بانسری بجانا جائز نہیں ہے، یہ محاورہ ہے محاورے کو سمجھنا چاہئے، جیسے اگر کوئی کہے کہ آپ کا خون سفید ہو گیا ہے تو آپ کہیں گے کہ صاحب میرا خون تو لال ہے ابھی سوئی چبھو کر دیکھ لو، تو یہ سب محاورات ہیں، خون سفید ہونے کے معنی ہیں کہ تم بے وفا ہو یعنی محبت نہیں کرتے۔اس لئے میں ڈر کے مارے صحیح مطلب بھی بتا دیتا ہوں

ورنہ کوئی بانسری خرید کے لائے اور بجانا شروع کردے کہ پیر صاحب نے کہا تھا کہ آج کل چین کی بانسری بجا رہا ہوں، تو بانسری بجانا جائز نہیں ہے۔ بعض لوگوں کو مثنوی سے غلط فہمی ہوگئی کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ ؎

بشنو از نے چوں حکایت می کند

بانسری سے سنو کیسی حکایت کرتی ہے، اس سے کیسی دردناک آواز نکلتی ہے، تو بیوقوف لوگوں نے بانسری بجانا شروع کردی۔ مولانا رومی اس کے یہ معنیٰ تھوڑی لیتے ہیں، مولانا رومی فرماتے ہیں کہ دیکھو بانسری کہاں سے کٹ کر آئی ہے، بانسری کی جو لکڑی ہوتی ہے وہ بانس سے کٹ کے آتی ہے اس لیے وہ اپنے مرکز یعنی بانس کو یاد کرکے روتی ہے تو تم بھی اپنے مرکز کو یاد کرو کہ تم اللہ کے پاس سے آئے ہو:

﴿قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ﴾

(سورۃ بنی اسرآءیل، آیۃ:۸۵)

تم عالمِ امر سے آئے ہو لہٰذا اپنے اللہ کو یاد کرو، تمہاری روح وہاں سے آئی ہے، جیسے بانسری مرکز کو یاد کرکے رورہی ہے، کیسی دردناک آواز نکالتی ہے، ایسے تم بھی اللہ کی یاد میں رویا کرو۔ تو مولانا رومی کا مطلب کیا تھا اور یاروں نے کیا مطلب نکال لیا، اتنا بڑا اللہ والا، شریعت کا پابند شریعت کے خلاف کیسے کہہ سکتے ہیں؟

تقویٰ کا حصول اللہ والوں کی صحبتوں سے ہوگا

مولانا نے فرمایا کہ بانسری کے دو منہ ہوتے ہیں، ایک منہ آگے ہوتا ہے اور دوسرا منہ کسی اور کے منہ میں ہوتا ہے ورنہ وہ بجتی نہیں ہے، تم بھی کسی اللہ والے کے منہ میں اپنی بانسری لگادو ان شاء اللہ تعالیٰ تمہاری زبان سے بھی دردناک نغمے نکلنے لگیں گے، تمہیں بھی اشکبار آنکھیں نصیب ہوجائیں گی، تم کو بھی درد بھرا دل عطا

ہو جائے گا، تمہیں بھی اللہ کی نافرمانی راس نہیں آئے گی، اگر بھنگی کچھ دن عطر کی دکان پر رہ جائے پھر وہ گو کا کنستر نہیں اٹھا سکتا، اگر کوئی بھنگی جورات دن پاخانے کے کنستر اٹھارہا ہے اور بھنگی پاڑے میں رہتا ہے، چھ مہینہ کسی عطر کی دکان پر ملازمت کرلے، پھر وہ کبھی اس کام کو نہیں کرسکتا، اسے قے ہوجائے گی لیکن شرط یہی ہے کہ عطر کی دکان کے بعد شام کو بھنگی پاڑے جاکر بھنگیوں کے ساتھ صاحب سلامت نہ کرے، ان کے گُو کے کنستر نہ سونگھے۔ بعض لوگ خانقاہوں میں رہتے ہیں مگر چھپ چھپ کر شکار کو تلاش بھی کرتے ہیں، کسی بہانے سے باہر چلے گئے کہ آج ڈاکٹر سے دوالانی ہے، یہاں جانا ہے، وہاں جانا ہے اور باہر جاکر حسینوں کو دیکھ لیا تو پھر ایسا شخص مدارس میں ہو یا خانقاہوں میں ہو، ایک نہ ایک دن رسوا ہوجانے کا سخت خدشہ ہے۔ جو عطر کی دکان پر ہے، عطر کے ماحول میں ہے لیکن اگر عطر کی دکان پر ملازمت کرے اور شام کو چھپ کر بھنگیوں سے دوستی کرکے گُو مُوت کے کنستر سونگھ لے تو دن بھر کا سارا عطر ناک سے نکل جائے گا، پھر اس کو وہی گُو سونگھنے کی عادت پڑ جائے گی۔

صحبتِ شیخ کا نفع گناہوں سے بچنے پر موقوف ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گھوڑا تھا اسے اپنی ہی لید سونگھنے کی عادت تھی، تو گھوڑے کے مالک نے ایک شخص سے کہا کہ میرے گھوڑے کی لید سونگھنے کی عادت چھڑادو تو میں آپ کو انعام دوں گا، اس نے کہا یہ کیا مشکل ہے، وہ گھوڑے کے اوپر بیٹھ گیا، جب اس نے لید سونگھنے کے لیے واپس پلٹنا چاہا تو اس کو ایک ڈنڈا مارا، اسی طرح دس میل تک لے گیا، اس کے بعد اس نے کہا کہ جناب میں نے اسے دس میل تک چلادیا ہے، اس نے راستہ بھر بالکل لید نہیں سونگھی۔ اب مالک بڑا خوش ہوا اور انعام دے دیا، پھر جب

وہ گھوڑے کو باندھ کر آرام سے سوگیا تو گھوڑا رسی تڑا کر دس میل واپس گیا اور جہاں جہاں لید کی تھی سب جگہ سونگھی۔تو نفس کی بھی یہی عادت ہے کہ جہاں آپ نے اس کی رسی ذرا ڈھیلی کی تو دس سال تک بھی اگر گناہ سے بچا رہا تو سارے گناہ ایک ہی دن میں کر ڈالے گا۔

بھروسہ کچھ نہیں اس نفسِ امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

ذکر اللہ سے غافل لوگ گناہوں میں جلد مبتلا ہو جاتے ہیں

نفس پر بھروسہ مت کرو، خانقاہوں سے نکلو گے تو پھر ایسے ماحول کی یاد آئے گی، دل بے چین ہو جائے گا، اس لئے یاد رکھو کہ نفس کی رسی کبھی ڈھیلی مت کرو، نفس دشمن ہے اسے دشمن کی نظر سے دیکھو۔اور کسی اللہ والے سے تھوڑا سا ذکر اللہ بھی پوچھ لوتا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی روحانیت اور نور تمہارے دل میں آجائے، جب نور پیدا ہوتا ہے تو نور نور کی طرف جاتا ہے، نور اندھیروں سے گھبراتا ہے، اس لئے جو ذکر نہیں کرتے ان کے دل میں اندھیرے قائم رہتے ہیں، ایسے لوگ جلد گناہوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، ذکر اللہ کی پابندی کرو اس سے قلب میں نور پیدا ہوگا، نور کی برکت سے آپ ظلمات اور اندھیرے والے اعمال سے مانوس نہیں ہوگے، وہ نور آپ کو پریشان کر دے گا، جیسے قطب نما کی سوئی پر جو مقناطیس لگا ہوا ہے، جو شمال کی سمت دِکھاتا ہے تو قطب نما کی سوئی ہر وقت اس کی سمت رہتی ہے، اس سوئی کی نوک پر مکھی کے سر کے برابر جو ذرا سا مصالحہ لگا ہوتا ہے قطب شمالی اسے ہر وقت اپنی طرف کھینچے رکھتا ہے، اگر آپ اس کا رخ بدل دیں تو وہ تڑپنے لگتی ہے۔تو جو لوگ ذکر اللہ کرتے ہیں ان کے قلب کی سوئی میں اللہ نور کا مصالحہ لگا دیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہر وقت اپنی

طرف کھینچے رکھتے ہیں، اگر اس سے کبھی گناہ ہو جائے تو اس کے دل کی سوئی تڑپ کر رہ جائے گی جب تک توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع نہ کر لے، لیکن اگر کوئی ذکر کا مصالحہ ہی نہیں لگائے تو کیا ہوگا؟

خانقاہوں میں خالی چائے بنانے سے تھوڑی سلوک طے ہوتا ہے، اپنی زندگی ضائع نہ کرو، خدمتِ خلق اور خدمتِ خالق میں فرق ہے، خدمت خلق اس وقت ہے جب خالق کی نسبت مع اللہ کا رُسوخ حاصل ہو جائے تب وہ صحیح معنوں میں خدمتِ خلق ہے ورنہ کافر بھی خدمتِ خلق کرتا ہے، جگہ جگہ اسپتال کھلواتا ہے، غریبوں کو کمبل دیتا ہے، دودھ بانٹتا ہے لیکن چونکہ خالق سے رشتہ کٹا ہوا ہے اس لیے اس کی خدمت خلق بھی قبول نہیں ہے۔ جس کا باپ سے رشتہ کمزور ہو بھائی کے ساتھ اس کے احسانات قابلِ اعتبار نہیں ہوتے، اگر وہ شریف ہوتا تو پہلے ابّا کو مناتا، ابّا سے تو دشمنی کرتا ہے اور بھائیوں کو تحفے دیتا ہے، یہ بدمعاش اور چکر باز ہے، یہ بھائیوں سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، مخلص وہ ہے جو پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنی نسبت کو راسخ کرے، اس کے بعد خدمتِ خلق کرے پھر تم خدمتِ خلق کے ہوتے ہوئے بھی اپنا ذکر اللہ جاری رکھو گے تاکہ تمہارا ذکر اللہ بھی سنے اور سارا مجمع بھی سنے، کوئی پرواہ مت کرو۔

اعظم گڑھ میں مولانا مسعود علی صاحب ہوتے تھے، رات کو تین بجے اٹھ کر ذکر کرتے تھے، ان کے ذکر کا کیا کہنا تھا، ایسا پیارا ذکر ہوتا تھا اللہ اکبر! بس کچھ پوچھو مت، دل چاہتا تھا کہ بس سنتے ہی رہیں، ایسی دردناک آواز تھی، ان کو میں نے دس ہزار مجمع کے جلسے میں بھی دیکھا کہ جب اشراق کا وقت ہوا تو وہیں کھڑے ہو گئے، کسی مجمع کی پرواہ نہیں کی۔

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

بیعت ہونا مسنون ہے اور اصلاح کرانا فرض ہے

تو بس تین کام کرلیجئے، نمبر ایک کسی اللہ والے کو باضابطہ اپنا مصلح بنایئے اور کہئے کہ میں آج سے آپ کو اپنا مصلح بناتا ہوں، آپ سے اصلاحی تعلق قائم کرتا ہوں، آپ سے مشورہ لیتا ہوں۔ مرید ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، بعد میں جب دل چاہے تو یہ سنت بھی ادا کرلیں لیکن فرض کی تکمیل یعنی اصلاح کرانے میں دیر نہ کرو، اس کے بعد شیخ سے ذکر پوچھ کر بلاناغہ ذکر کرو، ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ ہے، جب کھانا نہیں کھاتے تو کمزور ہوجاتے ہو یا نہیں؟ کھانے میں ناغہ سے کمزوری آتی ہے یا نہیں؟ پھر دشمن اس کو ایک جھانپڑ مار کر گرا سکتا ہے۔ ایسے ہی جو ذکر نہیں کرتا اس کی روحانیت کمزور ہوجاتی ہے، نفس وشیطان اور حسین صورتیں اسے جلد پٹخ دیتی ہیں۔ کیا کہیں میں چیخ چیخ کر مر رہا ہوں، بعض لوگ سوچیں کہ میں دل پر کتنا صبر کرتا ہوں، میرے بعض دوست احباب ایسے ہیں جن پر میں مرتا رہتا ہوں، دل روتا رہتا ہے کہ یہ شخص ذکر کا خاص اہتمام اور پابندی کرے لیکن پھر اس کے بعد فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ کرتا ہوں۔

تو ہم ان شاء اللہ تھوڑا ہی سا ذکر بتائیں گے لہٰذا ڈرومت کہ ایک لاکھ ذکر بتائیں گے، وہ زمانہ اب گیا، اس زمانہ میں تھوڑا ذکر بتایا جاتا ہے ورنہ پاگل ہوجاؤ گے۔ لیکن اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے، ایک بزرگ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کردیجئے۔ اس ظالم کو کتنی دور کی سوجھی، اللہ کا کیسا پیارا بندہ تھا، کہتا تھا کہ یا اللہ آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کردیجئے۔ تو اللہ کا نام لینا معمولی کام نہیں ہے، اللہ کا نام لینے سے ان شاء اللہ قلب میں اُجالے پیدا ہوں گے، قلب میں نورانیت اور روشنی آئے گی، اندھیروں سے مناسبت ختم ہوتی چلی جائے گی لہٰذا ذکر کا ناغہ مت کرو، ایک دن میں فائدہ محسوس نہ ہو

تو فکر مت کرو، روزانہ فیتے مت لگاؤ کہ آج ذکر سے کتنا فائدہ ہوا، اگر بچے کو روزانہ فیتے سے ناپو تو کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ آج کتنا بڑا ہوا، اگر بابا یا اماں روزانہ اپنے بچہ کو فیتے سے ناپیں تو مایوس ہو جائیں گے، سال بھر کے بعد فیتہ لگاؤ تب معلوم ہوگا کہ چار انچ بڑھ گیا ہے، آج کل ایسے بے وقوف بھی ہیں کہ ادھر ذکر کیا اور فوراً فیتہ لگا دیا کہ آج کیا ملا؟ تو شیطان ایسے لوگوں کو مایوس کر دیتا ہے، کم از کم سال دو سال نہیں تو چھ مہینہ تو ذکر کرو، اس کے بعد ان شاء اللہ فائدہ محسوس کرو گے، دیکھو! پہلا قطرہ پتھر پر گرتا ہے تو پانی کا نشان نہیں پڑتا، چھ مہینہ کے بعد نشان پڑتا ہے، لیکن اس میں پہلے قطرہ کی خدمت بھی شامل ہے، اس وقت پتھر کہہ سکتا تھا کہ آج ہمیں کچھ نہیں ملا لیکن چھ مہینہ کے بعد پتھر پر جو نشان پڑا اس میں پہلے قطرے کی خدمت بھی شامل ہے، اس قطرہ کا جو پریشر پڑا وہ بھی اس میں شامل ہے، اسی طرح آپ کا پہلی مرتبہ اللہ کہنا بھی ان شاء اللہ تعالیٰ رائیگاں نہیں جائے گا، ان کا نام لینا تو ہر صورت میں فائدہ مند ہے۔

اللہ تعالیٰ کے غضب کے اعمال سے بچنے پر ولایت موقوف ہے

اور نمبر تین ہے مجاہدہ اختیار کرنا یعنی بری صحبتوں سے اور گناہوں سے بچنا۔ بس آپ یہ تین کام کرلیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ ہو جائیں گے، اہل اللہ کی صحبت، ذکر اللہ کا اہتمام اور اللہ کے غضب کے اعمال سے دوری۔ یہ تیسرا نسخہ ذرا مشکل ہے، لیکن ہم آپ اس مشکل کو آسان کر سکتے ہیں ؎

جو آسان کرلو تو ہے عشق آساں
جو دشوار کرلو تو دشواریاں ہیں

تو گناہوں سے بچنا آسان کیسے ہے؟ کسی سے ذرا سی بھی کشش محسوس ہو، اس کی طرف میلان ہو جائے یا امید ہو جائے کہ یہ گناہ پر راضی ہو جائے گا یا ہو جائے گی، اس سے اتنا دور بھاگو، اتنی لڑائی کرلو کہ ایک کو دوسرے سے کوئی

امید نہ رہے، اس سے اتنا دور ہوجاؤ کہ اس کا ذکر بھی مت سنو نہ کرو، اس کی گلی کی طرف بھی مت جاؤ، چاہے تمہارا کتنا ہی بڑا نقصان ہو جائے، سو روپے کا مال چار روپے میں اس طرف ملتا ہے ادھر مت جاؤ، چاہے چھیانوے روپے کا نقصان ہوجائے، اس گلی میں مت جاؤ کیونکہ شیطان بہت بڑا مکار ہے، اس گلی میں گئے تو فوراً پرانا ٹیلی ویژن دکھا دے گا پھر تم بچ نہیں سکتے ہو۔

ولی اللہ بنانے والے تین اعمال

بس یہ تین کام کر لیجئے اسی پر آج کا مضمون ختم ہو گیا۔ یہ گویا میرا الوداعی مضمون ہے کیونکہ سفر پہ جا رہا ہوں، مضمون اگرچہ بہت رنگین نہ سہی مگر سنگین ضرور ہے، بہت اہم ہے۔ نمبر ایک اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں، ان کو ضابطے سے اپنا مصلح بنالیں، کہہ دیں کہ آج سے آپ میرے مصلح ہیں، اس کام میں شرمائیں مت، حلوائی لاکھ میلا کچیلا پسینہ والا ہو لیکن اگر سید صاحب کو، شیخ صاحب کو امرتی بنانا ہے تو حلوائی کہے گا کہ مولانا صاحب اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیجئے، پھر میں امرتی بنانا سکھاؤں گا۔ اگر کتاب دیکھ کر بناؤ گے تو چڑیا کی چونچ بن جائے گی، تو نمبر (۱) اہل اللہ کی صحبت۔ نمبر (۲) ذکر اللہ کا اہتمام۔ نمبر (۳) گناہوں سے بچنے میں جان کی بازی لگادیں۔ آج بعضوں کو اہل اللہ کی صحبت اور اہل اللہ سے محبت بھی ہے مگر ذکر اللہ کا اہتمام نہیں ہے لہٰذا روحانیت کمزور ہونے سے وہ پٹخنیاں کھا رہے ہیں، شیطان اور نفس ان کو بری طرح مار رہے ہیں، جب کوئی عمل نہ کرے تو بے چارہ پیر کیا کر سکتا ہے اور بعضوں نے اہل اللہ کی صحبت بھی اختیار کی، ذکر اللہ کا اہتمام بھی کیا لیکن گناہ نہیں چھوڑے، چھپ چھپ کر گناہ کرتے رہے، اس پر میرا شعر ہے ؎

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

جب اکٹھی پڑے گی تو پتہ چل جائے گا، ایسے شخص کو بری طرح ذلیل کر کے نکالا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نیک ماحول بھی چھین لیتا ہے، یہ سمجھ لو کہ اللہ اچھے ماحول کی نعمت بھی چھین لیتا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾

(سورۃ ابراھیم، آیۃ: ۷)

شکرِ نعمت سے نعمت زیادہ ملتی ہے اور شکرِ نعمت یہی تقویٰ ہے، اگر تم نے تقویٰ اختیار نہیں کیا اور چھپ چھپ کے گناہ کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ اسبابِ رسوائی پیدا کر دیتے ہیں، صحبتِ صالحین کی نعمت چھین لی جاتی ہے، ایسے شخص کا یا تو دماغ خراب ہو جائے گا یا پاگل ہو جائے گا یا کسی اور چکر میں پڑ جائے گا۔

تو ان تین باتوں کو نوٹ کر لیجئے اور دعا کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا اور میرے ساتھیوں کا سفر عافیت کے ساتھ مکمل فرما دے، کل ان شاء اللہ تعالیٰ پہلے عمرہ کے لئے حاضری ہے۔ اگر آپ مجھے اپنا وکیل بنا دیں گے کہ میری طرف سے روضہ مبارک پر صلوٰۃ وسلام پیش کر دیا جائے تو میں اس کی خدمت کے لئے بھی تیار ہوں، یہ ایک ایسا کام ہے جسے بغیر وکیل بنائے کرنے سے بزرگوں نے منع کیا ہے کہ فلاں صاحب نے آپ سے کچھ کہا نہیں، آپ کو اپنا وکیل بنایا نہیں۔ ماشاء اللہ۔ سب کی طرف سے میں نے وکالت قبول کر لی، کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کا ہاتھ نہ اٹھا ہو۔ ارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ مبارک پر صلوٰۃ وسلام کا وکیل بنانے سے کون ایسا نالائق ہے جو نہیں کہے گا۔ لہٰذا میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر دوں گا کہ جمعہ کے دن خانقاہ میں اس تاریخ کو جتنے لوگوں نے اختر کو وکیل بنایا ہے ان کی طرف سے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمتِ اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہوں اور آپ لوگ دعا کے لئے بھی کہہ دیجئے کہ ہمارے لئے دعا کرنا۔

اب ہم آپ کی دعا کے بھی وکیل بن گئے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یہ وکالت چلتی ہے لہٰذا میں کہہ سکوں گا کہ جن لوگوں نے مجھ سے دعاؤں کے لئے فرمائش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہان کی فلاح سے مالا مال کر دے اور سب سے بڑی دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضی میں جینا مرنا نصیب فرمائے اور اپنی ناراضگی سے بچنے میں اگر موت آجائے تو وہ بھی اللہ ہمیں عطا کردے، گناہوں سے بچنے میں اگر موت بھی آجائے تو اس کے لئے تیار ہوجاؤ، اس سے مبارک موت اور کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہماری دنیا و آخرت بنادے، ہمارے بچوں کو ہمارے گھر والوں کو اور ہمارے جتنے دوست بیٹھے ہیں ان کو اور ان کے گھر والوں کو اور جو خواتین مائیں، بہنیں، بیٹیاں آئی ہیں، اللہ ان کو، ان کی اولاد کو، ان کے شوہروں کو سب کو اللہ والا اور اللہ والی بنادے اور اس خانقاہ کو بین الاقوامی بافیض خانقاہ بنادے، جو بھی یہاں آئے اے اللہ! محروم نہ جائے، اے اللہ! اپنی محبت کی خوشبو کو سارے عالم میں پھیلا دے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

